سید محمد محسن

سید محمد محسن کا شمار اردو کے اہم افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے، وہ نفسیات کے پروفیسر تھے اور نفسیات ان کا خاص موضوع تھا۔ ان کے افسانوں کا ایک مجموعہ 'انوکھی مسکراہٹ' اردو دنیا میں کافی مقبول و معروف ہوا۔ اس مجموعے کی بیشتر کہانیاں نفسیاتی نوعیت کی ہیں۔ خاص طور پر 'انوکھی مسکراہٹ' ڈاکٹر محمد محسن کی ایک ایسی کہانی ہے جس کے ذکر کے بغیر اردو افسانے کی تاریخ شاید مکمل نہیں ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر محمد محسن کی پیدائش 10/جولائی 1910ء کو پٹنہ میں ہوئی۔ ان کے والد کا نام سید محمد رشید تھا۔ محسن صاحب نے 1926ء میں رام موہن رائے سمیزی پٹنہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ 1928ء میں پٹنہ کالج سے آئی اے، 1931ء میں نفسیات کے ساتھ بی اے آنرس کا امتحان پاس کیا اور 1934ء میں نفسیات میں ہی پٹنہ یونی ورسٹی سے ایم اے فرسٹ کلاس سے پاس کیا اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ 1938ء میں وہ پٹنہ کالج میں شعبہ فلسفہ میں عارضی طور پر لکچرر بحال ہوئے پھر 1948ء میں پٹنہ یونی ورسٹی کے شعبہ نفسیات میں مستقل طور پر لکچرر بحال ہوئے۔ 1953ء میں وہ شعبہ نفسیات میں صدر شعبہ نفسیات مقرر ہوئے اور 1974ء میں وہ اپنی ملازمت سے سبکدوش ہو گئے۔

ان کی کتابوں میں 'انوکھی مسکراہٹ' افسانوں کا مجموعہ 'نفسیاتی زاویے' نفسیاتی مضامین کا مجموعہ 'زخم کے پھول' شعری مجموعہ بہت اہم ہیں۔ ان کے علاوہ ان کی دوسری کتابیں بھی شائع ہوئی ہیں۔

سید محمد محسن کو تین بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں، آپ نے 1973ء میں اپنی اہلیہ کے ساتھ حج کا فریضہ بھی ادا کیا تھا۔ سید محمد محسن کی وفات 2002ء میں علاج کے دوران دہلی میں ہوئی۔

ABDEL SOLUTIONS ABSOL PATNA

فرار

'محمود' ماں کی کرخت آواز محمود کے کان میں گونج گئی۔ وہ بازو کے کمرہ میں حساب بنا رہا تھا۔ حساب کی کاپی سمیٹے بغیر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا نام خطرہ کی گھنٹی کی طرح اس کے کان میں بج رہا تھا۔ وہ بھاگا ہوا ماں کے پاس آیا۔ اس کی ماں کا فربہ جسم غصہ سے کانپ رہا تھا۔ جیسے تند ہوا میں برگد کا درخت ڈول رہا ہو۔ ماں کی ابھری ہوئی آنکھیں، لال انگارہ سا چہرہ، پھیلی ہوئی گردن دیکھ کر سہم گیا گو یہ منظر اس کے لئے نیا نہیں تھا۔ معصوم فرشتہ کی طرح نظریں نیچی کئے محمود ماں کے روبرو کھڑا ہو گیا۔ یہ منفعلانہ انداز آنے والی آفت کے مقابلہ میں اس کا تنہا ہتھیار تھا۔

'بلا انہیں باہر سے۔' محمود کی ماں نے گرجتے ہوئے کہا۔

'آپ کو بلا رہی ہیں۔' محمود نے رکتے رکتے کہا۔

'مجھ سے کیا کام ہے؟ غصہ میں ہیں تو ہوا کریں، انہیں تو ہر وقت غصہ ہی چڑھا رہتا ہے۔'

'اچھا چلو، آتا ہوں۔' اس کے باپ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کمزور آواز میں کہا۔

محمود کے باپ کو دیکھ کر اس کی ماں اور بلند آواز میں گرجنے لگی۔

'تم نے میری مٹی پلید کر ڈالی۔ نوج اس دن کو جب میرے باپ نے تمہارے ساتھ میری شادی کی۔'

'آخر کچھ کہو گی بھی یا یونہی بکے جاؤ گی؟' محمود کے باپ نے آہستگی سے سوال کیا۔

'ہاں، ہاں! میں تو بکواس مچاتی ہی ہوں۔ پاگل سری سب کچھ ہوں۔'

'ارے بھائی میں کب کو تمہیں پاگل کہہ رہا ہوں۔ اپنے منہ جو چاہو کہہ لو۔'

'ہاں جی تم سا شریف دنیا میں کون ہوگا۔ جانے دو میں رذیل سہی، کمینی سہی۔ لیکن تمہارے گھر میں اب ایک منٹ میرا قدم نہیں جم سکتا۔'

'ارے بھائی خدا کا واسطہ کچھ بتاؤ بھی تو۔'

'اہا، کیسے بھولے ہیں آپ۔ گویا کچھ جانتے ہی نہیں۔ بیٹھے بیٹھے سارا فساد مچاتے رہتے ہیں اور اوپر سے دیکھو تو جیسے موم کی گڑیا۔ میں نے تمہیں ہزار بار منع کیا ہے کہ اس موئے وکیل کے یہاں نہ جایا کرو۔ لیکن تم کہاں ماننے والے اس کی جورو تو ڈائن بن کر مجھے نگلنے کی فکر میں ہے اور تم اس سے گھل مل کر میٹھی میٹھی باتیں کیا کرو۔'

'ارے بھئی، آہستہ بولو۔ محلہ والے سنیں گے تو کیا کہیں گے۔ تمہیں تو خواہ مخواہ شک پیدا ہو جاتا ہے۔'

محمود کی ماں نے اور چیخ چیخ کر بولنا شروع کیا۔ ہزاروں گالیاں وکیل کو دیں۔ سیکڑوں صلواتیں محمود کے باپ کو سنائیں۔

محمود اپنی عمر کے دسویں ہی سال میں یتیم ہو گیا اور باپ کے مرنے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد اس کی ماں بھی اسے چھوڑ گئی۔ قسمت نے اسے اس کے عسرت زدہ ماموں کے مکان میں منتقل کر دیا۔ زندگی کی دشواریاں اس کے لیے ایک نامہر لیکن عاقبت اندیش استاد بن گئیں۔ ماحول کی ناسازگاریاں اسے جتنی زیادہ ٹھوکر لگاتیں اس کے اندر استواری اور استقامت کی کوششیں اتنا ہی زیادہ تیز ہوتی جاتیں۔ اس صغرسنی میں بھی وہ مستقل مزاجی اور پختگی عزم کا ایک مکمل نمونہ معلوم ہوتا تھا۔ جیسے اس کا بچپن، طفولیت اور شباب کے درمیانی مراحل پھاند کر انسانی تعمیر کی آخری منزل تک پہونچ گیا ہو۔

محمود یونی ورسٹی کے ہوسٹل میں رہتا تھا جہاں اس کی تنہائی پسندی اور رہبانیت کا اس کے ساتھ برابر مذاق اڑایا کرتے تھے۔ یونی ورسٹی کی فضا کو۔ایجوکیشن (لڑکے اور لڑکیوں کی یکجا تعلیم) کی وجہ سے گہری رومانی ہو گئی تھی۔

محمود کے ساتھی کمال جادو بیانی اور گرم جوشی کے ساتھ ان فردوسی مناظر کی تصویریں اس کے آگے کھینچتے۔ محمود کی طبیعت میں بھی گدگدی سی پیدا ہو جاتی۔

'یار تمہارے سینہ میں دل نہیں لکڑی کا ٹکڑا ہے جس پر بجلی تک کا اثر نہیں ہوتا۔ کل کلاس میں خالدہ کس طرح نظریں بچا بچا کر تمہیں تک رہی تھی۔ کاش وہ اس طرح مجھے دیکھتی ہوتی۔ یقین مانو میں اپنا کلیجہ نکال کر رکھ دیا ہوتا۔' عظیم نے اپنے خاص پر جوش انداز میں کہا۔

'خیر مذاق وغیرہ ختم کرو بے چاری معصوم لڑکی پر جو تم اس قسم کی تہمت لگاتے ہو۔ یہ تو بہت نامناسب بات ہے۔'

'تہمت کیسی؟ ہم انہیں گھورتے رہتے ہیں اور وہ بے چاریاں ہمیں تکنے سے بھی رہیں۔ اور بھئی تمہیں تو اپنا سول معلوم نہیں۔ کاش میرے اندر تمہاری شکل وصورت ہوتی۔ میری زندگی ایک مستقل رومان ہوتی رومان' عظیم نے سینہ تانتے ہوئے کہا۔ 'آج شام کو نمائش آؤ تو تمہیں دکھلادوں کہ یاران نکتہ داں کے لئے کیسی صلائے عام ہے۔'

'میں تمہارے کہنے پر آج شام کو نمائش جاؤں گا۔ پھر وہاں سے کسی ریستوراں میں چلنا۔ لیتے آنا اپنی کسی مہ پارہ کو وہ بھی میری استقامت آزمالے گی۔'

'واقعی چلوگے یا صرف آن میں بول رہے ہو؟' عظیم نے محمود کے چہرہ پر نظریں جماتے ہوئے سوال کیا۔

'محمود کسی دعوے کے بعد قدم پیچھے ہٹانا جانتا ہی نہیں' محمود نے فاتحانہ انداز میں جواب دیا۔

عظیم تو محمود سے وعدہ لے کر چلا گیا۔ لیکن محمود ایک عجیب تاثراتی کشاکش میں مبتلا ہوگیا۔ جیسے کوئی کسی گناہ کے ارتکاب کا ارادہ کرکے پچھتانے لگا ہو اور نتائج کے موہوم لیکن ہوش ربا تصورات وکیفیات کے سانچہ میں ڈھل کر اس کی روح میں پیوست ہورہے ہوں۔ محمود کی انگلیاں غیر اضطراری طور پر رہ رہ کر اس کی نبض ٹٹولنے لگتیں جیسے اسے بخار کا احساس ہو رہا ہو۔ اس کے دل میں ایک غیر معمولی وحشت ناک دیوانگی کی کیفیت محسوس ہو رہی تھی جیسے کوئی رات کے سناٹے میں کھلے میدان سے خوف کھانے لگتا ہو۔ اس غیر معمولی اضمحلال اور خستگی کا کوئی سبب محمود کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔

وہ ہاسٹل سے باہر نکلا اور قدم تیز کرتا ہوا نمائش کو روانہ ہوا۔ کافی دور پہونچ چکنے کے بعد اسے احساس ہوا کہ وہ غلط راستہ پر لگ گیا ہے۔ اسے اپنی اس بھول پر حیرت سی ہو رہی تھی۔ اس کے پاؤں سرد ہوگئے اور وہ دیر تک اسی جگہ مبہوت کھڑا رہا جیسے اسے سکتہ سا ہوگیا ہو۔ 'اب نمائش جانا بالکل بے سود ہے۔' اس نے کہا۔ 'عظیم انتظار کرکے کہیں اور جاچکا ہوگا۔' وہ اپنے کمرہ کی طرف لوٹ آیا اور کرسی پر بیٹھ کر اپنی اس خودفراموشی کا جائزہ لینے لگا۔

آخر اسے ہو کیا گیا تھا؟ اس کی سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا۔

اپنی خود اعتمادی پر یہ کاری ضرب کئی دنوں تک محمود کے دماغ میں الجھنیں پیدا کرتی رہی گو عظیم سے اس نے طبیعت کی خرابی کا عذر پیش کردیا تھا جسے عظیم نے 'بہانہ سازی' کہہ کر ٹال بھی دیا۔

یونی ورسٹی کی تعلیم کے بعد مقابلہ کے امتحان میں شامل ہوا اور اسے ڈپٹی کلکٹری مل گئی۔ نسبتیں اس کی تعلیم کے وقت ہی سے آتی تھیں۔ اب بڑے بڑے گھرانوں سے پیام آنے لگے۔

ایک دن محمود گھر سے واپس آیا تو گھر کی ویرانی اسے کاٹتی ہوئی سی محسوس ہوئی۔ اسے اپنی زندگی حیات کی ایک بے روح نقل نظر آنے لگی۔ گھر کے سناٹے میں دیوار سے لگی ٹک ٹک کرتی ہوئی گھڑی اس کے دماغ پر ٹھوکریں سی مارنے لگی، گھڑی کا پنڈولم اسے اپنی ذات کا مرقع معلوم ہونے لگا۔ ویسا ہی ایک طریقہ اور ایک رنگ پر حرکت کرتا ہوا وہ کب تک مشین کے پرزوں کی طرح زندگی گزارتا رہے گا۔

اس نے سوچا اور فیصلہ کرلیا کہ وہ بہت جلد شادی کرکے زندگی کی کیف آگینیوں سے ہم کنار ہوکر رہے گا۔ اسی شام کو اس نے اپنی ساری پچھلی نسبتوں پر نئے سرے سے غور کرنا شروع کردیا۔ اکثر و بیشتر کے متعلق اسے علم تھا کہ وہاں اب اس کے لئے جگہ خالی نہ رہی تھی۔ باقی ماندہ چند نسبتوں میں اسے ایک ہر اعتبار سے قابل اعتنا معلوم ہوئی۔ صرف لڑکی کی تعلیم نامکمل تھی، لیکن لڑکی کا سن زیادہ نہ تھا اس لئے یہ خامی دور کی جاسکتی تھی۔ محمود نے اس نسبت کی ازسرنو چھیڑ چھاڑ کرائی۔ بات پختہ ہوگئی اور عقد بھی جلدی ہوگیا۔ لیکن رخصتی لڑکی کے میٹریکولیشن پاس کرنے تک ملتوی رکھی گئی۔

امتحان کا نتیجہ زبیدہ کی خاطر خواہ کامیابی کا مژدہ لایا۔ محمود خوشی سے دیوانہ ہوگیا۔ اس کے خواب اب حقیقت بننے والے تھے۔ وہ اس خیال کی لذت سے سرشار ہورہا تھا۔

دوسرے ہی دن سے محمود اپنی شادی کی تیاری میں منہمک ہوگیا۔ اس نے دفتر سے ڈھائی ماہ کی مسلسل فرصت لے لی۔ شادی کے اخراجات پر اس نے کثیر رقم خرچ کی۔ شہر کے سارے معززین کو بارات کی شرکت کی دعوت دی۔

لیکن سسرال میں قدم رکھنے کے بعد اس کے اندر ایک عجیب حیرت انگیز تغیر پیدا ہونے لگا تھا۔ اس کی آنکھیں بے نور اور متوحش سی دکھائی دینے لگی تھیں۔ اس کا جسم برف کی طرح سرد ہوتا جارہا تھا اور چہرہ کی سرخی رفتہ رفتہ پھیکی پڑتی جارہی تھی جیسے کوئی دور سے ایک بھیانک منظر دیکھ رہا ہو۔

باہر کے لوازمات کے بعد جب محمود کو زنانہ مکان کے اندر لے جایا جانے لگا تو اس کے پاؤں میں

لڑکھڑاہٹ پیدا ہوگئی اور اس کے سارے جسم میں ایک ہیبت ناک تھرتھراہٹ، جیسے اسے شدت کا جاڑا لگ رہا ہو۔ آگے قدم بڑھانا اس کے لئے ناممکن ہوگیا۔ عورتوں میں محمود کی اس کیفیت پر ہلچل سی مچ گئی اس کے سسر کو اطلاع دی گئی۔ وہ بھاگا ہوا محمود کے قریب آیا۔ مزاج پرسی کی، طبیعت کا حال دریافت کیا۔ لیکن محمود کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔ اس کے منہ سے ایک لفظ نہ نکلا۔ جیسے وہ دفعتاً گونگا ہوگیا یا اس نے ابھی بولنا سیکھا ہی نہ ہو!

لفظ و معنی

کرخت ۔ سخت

فربہ ۔ موٹا

تند ۔ تیز

برگد ۔ بڑ (ایک درخت کا نام)

انگارہ ۔ آگ کا شعلہ، تودہ

روبرو ۔ آمنے سامنے

منفعلانہ ۔ شرمندگی کے ساتھ

مٹی پلید کرنا ۔ عزت برباد کر دینا

عسرت زدہ ۔ معاشی تنگی کا شکار

عاقبت اندیش ۔ دور تک نتائج کو دیکھنے والا

نامہر ۔ بے وفا

ناسازگار ۔ ناموافق

استواری ۔ مضبوطی

استقامت ۔ ٹھہراؤ، پختگی

صغرسنی ۔ بچپن کی عمر

عزم ۔ ارادہ

طفولیت - بچپن

شباب - جوانی

رہبانیت - دنیا کو چھوڑ کر زندگی گزارنا

ریستوراں - ہوٹل

کشاکش - کشمکش

موہوم - دھندلا

اضمحلال - کمزوری، تھکاوٹ

آپ نے پڑھا

- اس افسانے میں ایک نوجوان مرد (محمود) کا کردار سامنے آتا ہے جو حصول تعلیم کے لئے سرگرداں رہتا ہے اور عام نوجوانوں کے برخلاف ہوسٹل میں ایک ایسی مثالی زندگی گزارنا چاہتا ہے جو ایک اچھے طالب علم کی پہچان ہوتی ہے لیکن ساتھیوں کے اکسانے پر وہ تفریح کی طرف مائل ہوجاتا ہے لیکن وہ ایک نفسیاتی الجھن کا بہرحال شکار رہتا ہے۔ بچپن میں اپنے گھر میں ماں کی سخت مزاجی، شدت پسندی اور باپ پر بے جا حکمرانی کا منظر نامہ اسے لاشعوری طور پر عورت سے متوحش اور متنفر کردیتا ہے۔ اس نفسیاتی کیفیت میں حصول تعلیم کے بعد اور اچھی ملازمت میں داخل ہونے کے بعد جب وہ شادی کی پہلی رات سسرال میں زنان خانہ کے اندر داخل ہوتا ہے تو اسے اپنے گھر کا وہ گھٹن بھرا ماحول نظر آنے لگتا ہے جہاں عورت غلط انداز میں مرد کو دباتی اور اس کی تذلیل کرتی ہے۔ اس نفسیاتی نکتے نے اسے ازدواجی فرائض سے خوفزدہ کردیا اور اس کی شخصیت کو نامکمل بنادیا۔

مختصر ترین سوالات

1. ڈاکٹر محمد محسن کی پیدائش کس شہر میں ہوئی تھی؟
2. ڈاکٹر محمد محسن کی تاریخ پیدائش بتائیے۔
3. زیر نصاب افسانوں میں ڈاکٹر محمد محسن کا کون سا افسانہ ہے؟
4. ڈاکٹر محمد محسن کے والد کا نام بتائیے۔
5. ڈاکٹر محمد محسن کس موضوع پر مہارت رکھتے تھے۔

مختصر سوالات

1. ڈاکٹر محمد محسن کی تدریسی سرگرمیوں پر پانچ جملے لکھیے۔
2. ڈاکٹر محمد محسن کی تصنیفات کا ذکر کیجیے۔
3. محمود کے کردار پر پانچ جملے لکھیے۔

طویل سوالات

1. ڈاکٹر محمد محسن کی افسانہ نگاری پر ایک مضمون لکھیے۔
2. افسانہ 'فرار' کا مرکزی خیال بیان کیجیے۔

آیئے، کچھ کریں

1. اردو میں نفسیاتی افسانوں کے بارے میں اپنے استاد سے معلومات حاصل کیجیے۔
2. اپنے کلاس میں افسانے کے آغاز و ارتقاء پر ایک مذاکرہ کیجیے۔